

ارمغانِ حجاز

اُردو

allurdubooks.blogspot.com

اقبال

فہرست

| | | |
|----|----------------------------------|---|
| 06 | اہلیس کی مجلسِ شوریٰ | 1 |
| 19 | بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو | 2 |
| 21 | تصویر و مصوّر | 3 |
| 23 | عالمِ برزخ | 4 |
| 27 | معزول شہنشاہ | 5 |
| 28 | دوزخی کی مناجات | 6 |
| 30 | مسعود مرحوم | 7 |
| 34 | آوازِ غیب | 8 |

allurdubooks.blogspot.com

رُباعیات

| | | |
|----|----------------------------------|---|
| 36 | مری شاخِ اہل کا ہے ثمر کیا | 1 |
| 36 | فراغت دے اے کارِ جہاں سے | 2 |
| 37 | دگرگوں عالمِ شام و بحر کر | 3 |
| 37 | غریبی میں ہوں محسوسِ امیری | 4 |
| 38 | خرد کی تنگ دامانی سے فریاد | 5 |
| 38 | کہا اقبال نے شیخِ حرم سے | 6 |

| | | |
|----|---------------------------------------|----|
| 39 | کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد | 7 |
| 39 | حدیثِ بندہٴ مومنِ دل آویز | 8 |
| 40 | تمیزِ خار و گل سے آشکارا | 9 |
| 40 | نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی | 10 |
| 41 | ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے | 11 |
| 41 | ہر دیکھے اگر دل کی نگہ سے | 12 |
| 42 | کبھی دریا سے مثلِ موج اُبھر کر | 13 |

مُلا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض

| | | |
|----|---|----|
| 43 | پانی ترے چشموں کا تر پتا ہوا سیما ب | 1 |
| 45 | موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام | 2 |
| 46 | آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر | 3 |
| 47 | گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو | 4 |
| 48 | دُراج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں | 5 |
| 49 | رندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات | 6 |
| 50 | نکل کر خافا ہوں سے ادا کر رسمِ ہتیری | 7 |
| 52 | سمجھا لہو کی بوند اگر تُو اسے تو خیر | 8 |
| 53 | کھلا جب چمن میں کتب خانہٴ گل | 9 |
| 55 | آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ | 10 |
| 56 | تمام عارف و نامی خودی سے بیگانہ | 11 |
| 57 | دگرگوں جہاں ان کے زورِ عمل سے | 12 |

| | | |
|----|---|----|
| 58 |نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا | 13 |
| 60 |چہ کافرانہ قمار حیات می بازی | 14 |
| 62 |ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ | 15 |
| 64 |حاجت نہیں اے خطہٴ گلِ شرح و بیاں کی | 16 |
| 65 |خود آگاہی نے سکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی | 17 |
| 65 |آں عزمِ بلند آں سوزِ جگر آں | 18 |
| 66 |غریبِ شہر ہوں میں، سُن تو لے مری فریاد | 19 |
| 67 |سراکبر حیدری صدرِ اعظم حیدر آباد دکن کے نام | 1 |
| 68 |حُسین احمد | 2 |
| 69 |حضرتِ انسان | 3 |

اُردو نظمیں

allurdubooks.blogspot.com

ابلیس کی مجلسِ شوریٰ

۱۹۳۶ء

ابلیس

یہ عناصر کا پُرانا کھیل، یہ دُنیاۓ دُوں
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمناؤں کا خوں!
اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اس کا نام رکھا تھا جہانِ کاف و نوں
میں نے دکھلایا فرنگی کو مُلوکیت کا خواب
میں نے توڑا مسجد و دیر و کلیسا کا فسوں
میں نے ناداروں کو سکھلایا سبقِ تقدیر کا
میں نے مُنعِم کو دیا سرمایہ داری کا جنوں
کون کر سکتا ہے اس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو ابلیس کا سوزِ دُروں
جس کی شاخیں ہوں ہماری آبپاری سے بلند
کون کر سکتا ہے اُس نخلِ ٹہن کو سرِ نِگلوں!

پہلا مُشر

اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ اِبلِسی نظام
پختہ تر اس سے ہوئے خوئے غلامی میں عوام
ہے ازل سے ان غریبوں کے مقتدر میں سجود
ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام
آرزو اوّل تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مر جاتی ہے یا رہتی ہے خام
یہ ہماری سعیِ پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی و مُلا مِلوکیت کے بندے ہیں تمام
طبعِ مشرق کے لیے موزوں یہی افیون تھی
ورنہ 'توالی' سے کچھ کم تر نہیں 'علمِ کلام'!
ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
گند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغِ بے نیام
کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید؟
'ہے جہاد اس دور میں مردِ مسلمان پر حرام'!

دوسرا مُشر

خیر ہے سُلطانی جمہور کا غوغا کہ شر
تو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے باخبر!

پہلا مُشر

ہوں، مگر میری جہاں بنی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیت کا اک پردہ ہو، کیا اُس سے خطر!
ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر
کاروبار شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ میر و سُلطاں پر نہیں ہے مُنْخَصَر
مجلسِ ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سُلطاں، غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر
تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر!

تیسرا مُشر

رُوحِ سُلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
ہے مگر کیا اُس یہودی کی شرارت کا جواب؟
وہ کلیم بے تجلی، وہ مسیح بے صلیب
نہیں پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب
کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہ پر وہ سوز
مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب!
اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب!

چوتھا مُشر

توڑ اس کا رومۃ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آلِ سیزر کو دکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب
کون بحرِ روم کی موجوں سے ہے لپٹا ہوا
'گاہ بالذچوں صنوبر، گاہ نالذچوں رباب'

تیسرا مُشر

میں تو اُس کی عاقبت بنی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کیا یوں بے حجاب

پانچواں مُشر

(ابلیس کو مخاطب کر کے)

اے ترے سوزِ نفس سے کارِ عالم اُستوار!
تُو نے جب چاہا، کیا ہر پردگی کو آشکار
آب و گل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز
اَبلیہ جنت تری تعلیم سے دانائے کار
تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ محرم نہیں
سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار
کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے ابد تک سرنگون و شرمسار
گرچہ ہیں تیرے مرید افرنگ کے ساحر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار
وہ یہودی فتنہ گر، وہ رُوحِ مزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تار تار

زاغِ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین و چرغ
کتنی سُرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار
چھا گئی اُخفیت ہو کر وسعتِ افلاک پر
جس کو نادانی سے ہم سمجھتے تھے اک مُشتِ غبار
فتنہ فردا کی ہیبت کا یہ عالم ہے کہ آج
کانپتے ہیں کوہسار و مرغزار و جوبار
میرے آقا! وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار

ابلیس

allurdubooks.blogspot.com

(اپنے مُشیروں سے)

ہے مرے دستِ تصرف میں جہانِ رنگ و بو
کیا زمیں، کیا مہر و مہ، کیا آسمانِ تُو بُو
دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشاِ غرب و شرق
میں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہو
کیا امامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہو

کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
 توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبوا!
 دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
 مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو
 کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اشتراکی کوچہ گرد
 یہ پریشاں روزگار، آشفۃ مغز، آشفۃ مو
 ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اُس اُمت سے ہے
 جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
 خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
 کرتے ہیں اشکِ سحرگاہی سے جو ظالم وضو
 جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایام ہے
 مزدکیتِ فتنہ فردا نہیں، اسلام ہے!

(۲)

جانتا ہوں میں یہ اُمتِ حاملِ قرآن نہیں
 ہے وہی سرمایہ داری بندہٴ مومن کا دیں
 جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
 بے یلہ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستین

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
 ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
 الحذر! آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر
 حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں
 موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
 نے کوئی مغفور و خاقان، نے فقیرِ رہ نشیں
 کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
 مہتمموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
 اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
 پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!
 چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
 یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں
 ہے یہی بہتر الہیات میں اُلجھا رہے
 یہ کتابِ ^{valiya}not کی تاویلات میں اُلجھا رہے

(۳)

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات
 ہو نہ روشن اُس خدا اندیش کی تاریک رات

ابنِ مریم مر گیا یا زندہ جاوید ہے
ہیں صفاتِ ذاتِ حق، حق سے جدا یا عینِ ذات؟
آنے والے سے مسیحِ ناصری مقصود ہے
یا مجتہد، جس میں ہوں فرزندِ مریم کے صفات؟
ہیں کلامُ اللہ کے الفاظِ حادث یا قدیم
اُمتِ مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟
کیا مسلمان کے لیے کافی نہیں اس دور میں
یہ الہیات کے ترشے ہوئے لات و منات؟
تم اسے بیگانہ رکھو عالمِ کردار سے
تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات
خیر اسی میں ہے، قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات
ہے وہی شعر و تصوف اس کے حق میں خوب تر
جو چھپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات
ہر نفس ڈرتا ہوں اس اُمت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات
مست رکھو ذکر و فکرِ صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کردو مزاجِ خانقاہی میں اسے

ابلیس: شیطان، مجلس شوریٰ: جس محفل میں باہم مشورہ کرنے والے ہوں، عناصر کا پرانا کھیل: مراد یہ دنیا جو بہت قدیم ہے اور آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے بنی ہے دُنیا کے دوں: گھڑیل کی بنی دنیا، یکا نکات: عرشِ اعظم: برائے تخت، خدا نیز فرشتوں کا ٹھکانا، تماشوں کا ٹھون: مراد تماشائیں پوری نہ ہونا، ناکامی، آمادہ: تیار، کارساز: کام بنانے والا، مراد خدا، جہان کا ف و نوں: ”گنہگار“ کا جہان۔ ایک قرآنی آیت کے مطابق جب خدا کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے تو ”گنہگار“ (جو جا) فرمادیتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ مراد یہ دنیا، مملو کیت: بادشاہت، مراد حکمرانی، دیر: مندر، کیسا: مگر جا (مسجد..... کیسا سے مراد ہر قوم کا مذہبی جذبہ) فسوں: افسوں، جادو، تقدیر کا سبق: سب کچھ تقدیر پر ڈال دیے کا سبق، منعم: دولت مند، سرمایہ داری: دولت اکٹھی کرنے کی حالت، آتش سوزاں: جلادینے والی آگ، سوزِ دروں: اندر یعنی باطن کی گری یا آگ، آپاری: کھیت یا درخت کو پانی دینا، نخل کہن: پرانا درخت، مراد مضبوط جڑوں والا درخت، سرنگوں کرنا: مراد نیچے گرانا، ابلیسی نظام: شیطان کا سوں کا سلسلہ، پختہ تر: مراد زیادہ بکلی (حادث) بخوئے غلامی: غلامی کی عادت، بھود: سجدہ نماز، بے قیام: مراد غلامی میں ٹھکے رہنا، آزاد قوم کی طرح سر بلند نہ رکھنا، خام: کچی، سعی پیہم: لگاتار کوشش، کرامت: ایسا کام جو عام انسان کے بس میں نہ ہو، مملو کیت کا بندہ: بادشاہت کا غلام، حکمرانوں کا غلام، طبع مشرق: مراد مشرقی قوموں کا مزاج، موزوں: مناسب، افیون: انیم، قوالی: چند آدمیوں کا مل کر نصیہ اور حمد یہ کلام گانا، علم کلام: وہ علم جس میں اسلامی عقیدے دلیلوں سے ثابت کیے جاتے ہیں، طواف: کعبہ کے گرد چکر لگانے کا عمل، حج کا ہنگامہ: مراد حج کے موقع پر مسلمانوں کا زوردار اجتماع، کند: جو چیز نہ ہو، تیغ بے نیام: تنگی تلوار، مراد جوش و جذبہ، وجود، نو میدی: مایوسی، حجت: دلیل، فرمانِ جدید: نیا حکم۔ اشارہ ہے قادیانی رہنما میرزا غلام احمد کے اس فتوے کی طرف کہ اب اس دور میں جہاد کی ضرورت نہیں، حرام: منع کیا گیا، سلطانی جمہور: عوام کی حکومت، جمہوریت، غوغا: شونہنگامہ، تازہ فتنے: نئے نئے جھگڑے، شوشے: جہاں بنی: دنیا کے معاملات اور حالات پر گہری نظر ہونے کی کیفیت، مملو کیت کا ایک پردہ: مراد جمہوریت کی آڑ میں دراصل بادشاہت ہی کا عمل دھڑل ہے، جمہوری لباس: عوامی لباس، مراد بادشاہت کو جمہوریت کے چھپی نام سے برقرار رکھا ہے، آدم: مراد انسان، خود شناس: اپنی ذات / خودی سے پوری طرح باخبر، خود نگر: اپنی ذات پر نظر رکھے والا، کاروبار، شہر یاری: بادشاہت کے معاملے، وجود، میر و سلطان: بادشاہوں اور حکمرانوں کی ذات / ہستی، منحصر: جس پر انحصار ہو، مجلسِ ملت: پھٹل اسمبلی، پرویز: مشہور ایرانی بادشاہ خسرو پرویز، مراد کوئی بھی بادشاہ کسی چیز پر نظر ہونا: مراد اسے کوٹنے کا ارادہ رکھنا، مغرب: یورپ، جمہوری نظام: عوامی حکومت کا طریقہ، ڈیکو کرسی: چہرہ روشن: مراد ظاہر میں ایک اچھا نظام، اندروں: باطن، دل، چنگیز: وہ ظالم منگول سردار جس

نے تیرھویں صدی عیسوی میں ایران میں مسلمانوں کا قتل عام کیا تا ریک تہ: مراد یحییٰ خاں، رُوحِ سلطانی:
 بادشاہت (ایک آدمی کی حکومت) کی اصل، اضطراب: بے چینی، اُس یہودی کی شرارت: مراد مشہور جرمن
 یہودی سوشلسٹ کارل ہارٹ مارکس، جس نے سرمایہ داری کے خلاف کتاب ”داس کیپٹل“ لکھی۔ اس کا نظریہ تھا
 کہ محنت کے بغیر دولت بیکار ہے۔ (۵ مئی ۱۸۱۸ء - ۱۳ مارچ ۱۸۸۳ء) کلیم بے تھانی: ایسا پیغمبر (سوی) جسے
 اللہ کا جلوہ نصیب نہ ہوا۔ مراد یہودی کارل مارکس، دنیا بھر کے مزدور جس کے معتقد ہیں مسیح بے صلیب: مراد
 کارل مارکس جسے صلیب پر تو نہیں لٹایا گیا لیکن اس کی زندگی حضرت عیسیٰؑ کی مانند تھی میں کئی ”نہیت پیغمبر و
 لیکن در بخل وار و کتاب“ تہ: وہ (کارل مارکس) باقاعدہ پیغمبر تو نہیں ہے لیکن پیغمبروں کی مانند اس کی
 بخل میں یعنی اس کے پاس بھی کتاب ہے (داس کیپٹل)۔ نگاہ پر وہ سوز: ایسی نگاہ جو چھٹی چیزوں کو بھی پوری
 طرح دیکھ لے / رازوں کو جان لے، روزِ حساب: قیامت کا دن، بندہ: غلام، محکوم: آقا، مالک، حکمران، توڑ
 دی..... خیموں کی طناب: خیموں کی رتی، مراد آقاؤں کی آقائی ختم کر دی، خود آقا بن گئے، توڑ: علاج،
 چادر، رومنتہ، الکبریٰ: مراد اٹلی (جو کبھی بہت بڑی سلطنت تھی)، جہاں سولہ اب آمر بن گیا ہے، آل سیزر:
 مراد جولیس سیزر کی اولاد جو قدیم روم کا فرماں روا تھا۔ مراد اطالیہ کے لوگ جو اس کی عظمت اور اقتدار کے
 وارث ہیں، سیزر کا خواب: مراد قیصر روم بننے کا منصوبہ، بحر روم: اٹلی / اطالیہ، جس کے ساحل پر واقع ہے
 عاقبت بنی: انجام پر نظر رکھنے کی کیفیت، قائل: ماننے والا، فرنگی سیاست: یورپ کی سیاست، بے حجاب:
 بے پردہ، یعنی عیب وغیرہ ظاہر کر دیے، سوزِ نفس: سانس / ذات کی گری، کارِ عالم: کائنات / دنیا کا معاملہ،
 استوار: مضبوط، پختہ، پر دی: چھٹی ہوئی چیز، راز آب و گل: پانی و مٹی، مراد یہ دنیا، جہاں سوز و ساز:
 مراد ایسی دنیا جس میں ہنگاموں و وقتوں وغیرہ کی گری ہے، باطلہ جنت: جنت کے سیدھے سادے لوگ، ایشادہ
 ہے حدیث حضور اکرمؐ کی طرف کہ جنت کے لوگ سیدھے سادے ہوں گے، دانا ئے کار: معاملات پر جس کی
 پوری گرفت و نظر ہو محرم: واقف، باخبر، سادہ دل: چالاک اور فریب سے پاک دل والا، نقد لیس: اللہ کی پاکی
 بیان کرنا، طواف: کعبہ کے گرد چکر لگانا (مراد مذہب سے لگاؤ)، شمع: پروئے ہوئے دانوں پر اللہ کے نام کا
 ورد، ابد تک: ہمیشہ ہمیش کے لیے، سرنگوں: اٹا سر کیے، مراد شرمندہ، ساحر: جادوگر، فراست: ذہانت، دانا ئی:
 یہودی فتنہ گر: یہودی فتنہ فساد پھیلانے والا، مراد مارکس، رُوحِ مزدک: مزدک کی روح، مزدک پانچویں
 صدی عیسوی کا ایرانی مذہبی رہنما اور اس فلسفے کا بانی کہ دولت، زمین و عورت پر سب کا یکساں حق ہے، رُوز:
 کسی کی روح کا کسی دوسری شکل میں ظاہر ہونا، قبا تارتا رہونا: لباس پھٹ جانا، مراد سرمایہ داری / بادشاہت کا
 خاتمہ ہونا، زاغِ دشتی: جنگلی کوا، مراد مزدور، مسر: برابری کرنے والا، چرخ: باز کی قسم کا ایک شکاری پرندہ،

دونوں سے مراد سرمایہ دار یا بڑے لوگ۔ مزاج روزگار بدلنا: زمانے کے حالات بدلنا۔ آشفیت ہونا: مراد پھیلنا۔ افلاک: فلک کی جمع، آسمان، پوری فضا۔ مشتِ غبار: مٹی کی مٹی، مراد معمولی شے۔ فتنہ فرما: مستقبل کا ہنگامہ مراد سوشلزم / اشتراکیت۔ حاکم: حالت، کیفیت۔ مرغزار: چانوروں کے پھرنے کی جگہ۔ جوتبار: ندی، تینوں سے مراد پوری دنیا۔ زیر و زبر ہونا: اوپر نیچے ہونا، مراد بہت بڑی تبدیلی آنا۔ سیاست: سرداری، سرپرستی۔ مدار: انحصار۔

المیس.. (اپنے مشیروں سے)

دستِ تصرف میں ہونا: مراد اختیار اور قبضے میں ہونا۔ جہانِ رنگ و بو: یہ کائنات / دنیا بھر و منہ: سورج اور چاند تو بتو: تیرے دور، اوپر نیچے، غرب و شرق: مغربی اور شرقی ملک لیو گر مانا: جوش دلانا۔ امامانِ سیاست: بڑے بڑے سیاست دان / سیاسی رہنما۔ شیوخ: جمع شیخ، مراد عیسائی پادری، مذہبی لوگ۔ منو: نعرہ، آواز۔ کارگاؤ شیشہ: شیشے کا کارخانہ مراد بہت نازک شے۔ تہذیب: مراد سرمایہ داری، بادشاہت وغیرہ۔ جام و سبو: مراد طوطے۔ توڑ کر دیکھے تو: مراد ڈراہل کر تو دکھائے (اس میں دھمکی ہے)۔ دستِ فطرت: قدرت کا ہاتھ یعنی قدرت۔ گریباں چاک کرنا: مراد مختلف تعصبات کا پیدا ہونا مثلاً نسلی، جغرافیائی اور طبقاتی تعصب۔ مزدکی منطق: مزدک کا فلسفہ یعنی دولت، زمین اور عورت پر سب کا یکساں حق ہے۔ سوزن: سوتی، رنو ہونا: ٹانگا لگانا، سیا جانا، اشتراکی کو چر گرد۔ گلی گلی یعنی آواز بھرنے والے اشتراکی / سوشلسٹ۔ پریشاں روزگار: مراد جن کی زندگی بے چینیوں کی شکار ہے۔ آشفیتِ مغز: سر پھرے پاگل۔ آشفیتِ مو: بال بکھرائے ہوئے، فکر مند شراب آرزو: آرزو مراد جذبہ کی چنگاری۔ خال خال: مراد بہت کم، بکا دکھا۔ آشک سحر گاہی: صبح سویرے اللہ کے حضور رونے اور گز گزانے کا عمل، عشقِ حقیقی میں ڈوبے ہونا۔ مزدکیٹ: مزدک کا فلسفہ۔ فتنہ فرما: مستقبل کا ہنگامہ یا خطرہ۔

(۲)

حاملِ قرآن: قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے والی۔ شرق کی اندھیری رات: مراد شرقی ملکوں میں جہالت اور نادانی کا دور دورہ۔ بے پیر بیضا: روشن ہاتھ کے بغیر، بی بیضا حضرت موسیٰ کا ایک معجزہ تھا، مراد عظیم جذبہ اور عمل سے خالی۔ پیرانِ حرم: مسلم رہنما۔ شرع پیغمبر: شریعت محمدی۔ آئین پیغمبر: دستور / قانون محمدی۔ ناموس زن: عورت کی عزت و شرم مراد آزما: دلبروں کو پرکھنے والا مراد آفریں: بڑے بڑے دلیر پیدا کرنے والا۔ فقہور: قدیم چین کے ایک بادشاہ کا لقب، مراد بادشاہ۔ خاقان: ترکستان کے بادشاہ کا لقب، مراد بادشاہ فقیر رہ نہیں: راہ میں پیٹنے والا اگر معمولی آدمی۔ آلودگی: گندگی، مراد حرام یا غلط قسم کی (دولت) فکر و عمل کا

انقلاب: سوچ، خیالات اور جدوجہد کے انداز میں تبدیلی چشمِ عالم: مراد دنیا والوں کی نظر مجروح یقین: خود اعتمادی سے مادی، الٰہیات: اللہ کی ذات سے متعلق فلسفیانہ مسئلے تاویلات: جمع تاویل، ظاہری مطلب سے ہٹ کر دوسرا غلط مطلب لینے کے طریقے۔

(۳)

تکبیر: اللہ کی بڑائی کا اعلان، اللہ اکبر: طلسم: جادو، شش جہات: مراد ساری کائنات جہاں اندیش: خدا کی یاد میں ڈوبا رہنے والا تاریک رات: مراد بے عملی کی حالت، ابنِ مریم: حضرت عیسیٰؑ، زندہ جاوید: ہمیشہ زندہ رہنا برقرار رہنے والا، صفات ذات حق: اللہ تعالیٰ کی ہستی کی صفاتیں (رحیم، کریم وغیرہ)، عین ذات: (یعنی وہ صفات) مکمل طور پر ذات ہیں، مسیح ماضی: مراد نصاریٰ یا نصرانیوں کا مسیح، یعنی حضرت عیسیٰؑ جو قیامت کے قریب پھر اس دنیا میں آئیں گے مجتہد: ایک روایت کے مطابق ہر صدی میں ایک کمالی ولی پیدا ہوتا ہے جو لوگوں کو نئے سرے سے اسلامی اصول و قوانین کی طرف متوجہ کرتا ہے، فرزندِ مریم کے صفات: حضرت عیسیٰؑ کی سی صفاتیں (مثلاً مردے میں نئی روح پھونکنا)، حادث یا قدیم: فلسفہ الٰہیات کی ایک بحث مراد قرآنی الفاظ آفرینش دنیا کے بعد تخلیق ہوئے یا خدا کی طرح قدیم ہیں، امت مرحوم: جس قوم پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے ملکِ اسلامیہ ترشے ہوئے لات و منات: مراد بنائے ہوئے بہت یعنی فلسفہ الٰہیات کی مذکورہ بحثیں جن میں مسلمان اُلجھے ہوئے ہیں، بیگانہ رکھو: دور رکھو، عالم کروار: مراد جدوجہد کی دنیا، بساطِ زندگی: زندگی کی شہرچ، زندگی، مہرے مات ہونا: شہرچ کی بازی ہارنا، مراد زندگی بے ہر شعبے میں وہ بے عمل ہو کر رہ جائے، جہان بے ثبات: فانی دنیا، خوب تر: بہت اچھا، بہتر، تماشا شائے حیات: زندگی کے ہنگامے اور ولولے، بیداری: مراد جذبوں کا زندہ ہونا، احتساب کائنات: مراد دنیا کو بُرے کاموں سے روکنا اور اچھے کاموں کا حکم دینا، ذکر و فکر صحیح گاہی: مراد صرف عبادتِ عی میں مصروف رہیں، دنیا کی فلاح پر توجہ نہ دیں پختہ تر: مراد زیادہ مادی مزاج خانقاہی: خانقاہ میں رہنے کی عادت، مراد بے عملی کی زندگی۔

☆ کبھی تو وہ سرو کے درخت کی طرح اونچا ہوتا ہے اور کبھی رباب (سارنگی) کی طرح الٹ کرنا ہے یعنی اس مقصد کے حصول کے لیے ہر طرح کی کوشش کر رہا ہے۔

بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو

ہو تیرے بیاباں کی ہوا تجھ کو گوارا
اس دشت سے بہتر ہے نہ دلی نہ بخارا
جس سمت میں چاہے صفتِ سِلِ رواں چل
وادی یہ ہماری ہے، وہ صحرا بھی ہمارا
غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا
حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہنر کر
کہتے ہیں کہ شیشے کو بنا سکتے ہیں خارا

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا
محروم رہا دولتِ دریا سے وہ غواص
کرتا نہیں جو صحبتِ ساحل سے کنارہ
دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارہ

دُنیا کو ہے پھر معرکہ رُوح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا
اللہ کو پامردی مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا
تقدیر اُمم کیا ہے، کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارا
اخلاصِ عمل مانگ نیا گانِ گُہن سے
”شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را!“

گوارا: سوافق، پسندیدہ، دشت، نیلابان، ولی..... بخارا: مراد کوئی بھی بڑا تنگ سیلِ رواں، سبز دشتا و طوفان،
مراد آزاد مرد کی طرح سر اٹھا کر یا پوری آزادی سے۔ جہان نگ و دَو: بھاگ دوڑ کی دنیا، مراد یہ دنیا تاج سر
دارا: قدیم ایرانی بادشاہ دارا کے سر کا تاج، مراد عظمت اور شان و شوکت، کامل: مہر، پوشیدہ، مہر: بچھا ہوا
فن، خارا: سخت پتھر، اقوام: جمع قوم، قومیں، مقتدر کا ستارہ: مراد تقدیر کو سنوارنے والا، دولتِ دریا: مراد
سمندر میں پائے جانے والے موتی، غواص: غوطہ لگانے والا، صحبتِ ساحل: کنارے پر بیٹھے رہنے کا عمل،
ہاتھ سے دینا: چھوڑ دینا، خسارا: خسارہ، گھٹا، نقصان، کنارہ کرنا: علیحدگی اختیار کرنا، معرکہ رُوح و بدن:
مادیت اور روحانیت کا ٹکراؤ، درندے: مراد ظالم ناکندے، تہذیب: جدید یورپی تہذیب، اُبھارا: جوش دلایا،
پامردی: ثابت قدمی، اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا، یورپ کی مشینیں: مراد مادی زندگی کے آلات، فراست:
دانائی، ذہانت، اخلاصِ عمل: ایسا عمل جو خالص اللہ کی رضا کے لیے ہو، نیا گانِ گُہن: پرانے آبا و اجداد (جن
کا ہر عمل خلوص سے پر تھا)، ”شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را“، ترجمہ: اگر بادشاہ..... مہربانی فرما دیں تو
حیرانی کی بات نہ ہوگی (یہ حافظ شیرازی کی ایک غزل کا مصرع ہے)۔

تصویر و مَصَوِّر

تصویر

کہا تصویر نے تصویر گر سے
نمائش ہے مری تیرے ہنر سے
لیکن کس قدر نامنصفی ہے
کہ تُو پوشیدہ ہو میری نظر سے!

مَصَوِّر

گراں ہے چشمِ پینا دیدہ وَر پر
جہاں بنی سے کیا گزری شرر پر!
نظر، درد و غم و سوز و تب و تاب
تُو اے ناداں، قناعت کر خبر پر

تصویر

خبر، عقل و خرد کی ناتوانی
نظر، دل کی حیاتِ جاودانی
نہیں ہے اس زمانے کی تگ و تاز
سزاوارِ حدیثِ ”لن ترانی“

مصور

تُو ہے میرے کمالاتِ ہنر سے
نہ ہو نومید اپنے نقشِ گر سے
مرے دیدار کی ہے اک یہی شرط
کہ تُو پنہاں نہ ہو اپنی نظر سے

مُصور: تصویر بنانے والا۔ تصویر گر: تصویر بنانے والا۔ نمائش: ظاہر ہونا، وجود میں آنا۔ منصفی: نا انصافی۔
گراں: بوجھل، بھاری چشم پینا: گہری نظر والی آنکھ دیدہ و سوز: صاحبِ نظر۔ جہاں پینی: مراد دنیا کو دیکھنے کی
خواہشِ نظر: مراد غور و فکر کی صلاحیت۔ سوز: جلن، تپش و تاب: بے قراریِ مآواں: بے خبریتِ قناعت کر:
جو تھوڑا بہت ملے اس پر راضی ہو جائے۔ خواہشِ غم سے کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلوماتِ خرد: عقل۔ دل:
مراد جذبات کا زندہ رہنا۔ حیاتِ جاودانی: ہمیشہ ہمیش کی زندگی۔ تگ و تاز: دوڑ دھوپ، بھاگ دوڑ، ہنگامے۔
سزاوارِ لائق، مناسب۔ حدیثِ ”لن ترانی“: ”لن ترانی“ (حضرت موسیٰ) کے تقاضا پر خدا نے فرمایا تھا:
تُو میرا جلوہ نہیں دیکھ سکتا کی باتِ کمالات: جمع کمال، مہابتیں، خوبیاں۔ ہنر: فن۔ نومید: مایوس۔ نقشِ گر:
تصویر بنانے والا، مصور۔ دیدارِ ظاہرہ، دیکھنے کا عمل۔ یہاں: جگہ بھی ہوئی۔

عالمِ برزخ

مُردہ اپنی قبر سے

کیا شے ہے، کس امروز کا فردا ہے قیامت
اے میرے شہستانِ گہن! کیا ہے قیامت؟

قبر

اے مُردہ صد سالہ! تجھے کیا نہیں معلوم؟
ہر موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت!

allurdubooks.blogspot.com

مُردہ

جس موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت
اُس موت کے پھندے میں گرفتار نہیں مئیں
ہر چند کہ ہوں مُردہ صد سالہ لیکن
ظلمت کدہ خاک سے بیزار نہیں مئیں
ہو رُوح پھر اک بار سوارِ بدنِ زار
ایسی ہے قیامت تو خریدار نہیں مئیں

صدائے غیب

نے نصیب مار و کڑ دُم، نے نصیب دام و دَد
ہے فقط محکوم قوموں کے لیے مرگِ ابد
بانگِ اِسرائیل اُن کو زندہ کر سکتی نہیں
رُوح سے تھا زندگی میں بھی تہی جن کا جسد
مَر کے جی اُٹھنا فقط آزاد مردوں کا ہے کام
گر چہ ہر ذی رُوح کی منزل ہے آغوشِ لحد

قبر

(اپنے مُردے سے)

آہ، ظالم! تُو جہاں میں بندہ محکوم تھا
میں نہ سمجھی تھی کہ ہے کیوں خاک میری سوزناک
تیری میت سے مری تاریکیاں تاریک تر
تیری میت سے زمیں کا پردہ ناموس چاک
الحدّر، محکوم کی میت سے سو بار الحدّر
اے سرائیل! اے خدائے کائنات! اے جانِ پاک!

صدائے غیب

گرچہ برہم ہے قیامت سے نظامِ ہست و بود
ہیں اسی آشوب سے بے پردہ اُسرارِ وجود
زلزلے سے کوہ و در اُڑتے ہیں مانندِ سحاب
زلزلے سے وادیوں میں تازہ چشموں کی نمود
ہر نئی تعمیر کو لازم ہے تخریبِ تمام
ہے اسی میں مشکلاتِ زندگانی کی نُشود

زمین

آہ یہ مرگِ دوام، آہ یہ رزمِ حیات
ختم بھی ہوگی کبھی کشمکشِ کائنات!
عقل کو ملتی نہیں اپنے بُتوں سے نجات
عارف و عامی تمام بندہ لات و منات
خوار ہوا کس قدر، آدمِ یزداں صفات
قلب و نظر پر گراں ایسے جہاں کائنات

کیوں نہیں ہوتی سحرِ حضرتِ انساں کی رات؟

عالم برزخ: دنیا اور آخرت کا درمیانی زمانہ۔ امروز: آج، حال کا زمانہ۔ فردا: آنے والا کل، مستقبل۔ شبستان کہن: رات رہنے کی پرانی جگہ۔ مراد قبر: مردہ صد سالہ: مراد صدیوں پیچھے مراد انسان۔ پوشیدہ: چھپا ہوا۔ تقاضا: امر، طلب۔ پھندا: رتی کا حلقہ۔ گرفتار: پھنسا ہوا ہر چند: اگرچہ۔ خلعت کدہ خاک: مٹی کا تاریک گھر، مراد قبر۔ چیزار: ناخوش، غم۔ بدن زار: کمزور جسم۔ صدائے غیب: مراد خدائی آواز۔ گئے: نہ تھے۔ نصیب: حصہ، قسمت۔ مار: سانپ۔ کثر دم: کچھو، دام و دود: چمکنے والے جانور اور دھندے۔ محکوم: غلام، مرگ۔ ابد: ہمیشہ ہمیش کی موت۔ بائبل: اسرافیل: قیامت کے روز حضرت اسرافیل کا صور پھونکنا۔ تہی: خالی، مراد جذبوں سے خالی۔ جسد: جسم، بدن۔ ذی روح: مراد زندہ۔ آغوش: گود۔ لحد: قبر۔ بندہ محکوم: غلامی کی زندگی گزارنے والا انسان، غلام، سوزناک: بطنے والی تاریکیاں تاریک تر: اندھروں میں بہت اضافہ ہونا۔ پردہ ناموس: عزت و عظمت کا پردہ۔ چاک: پھٹا ہوا لحد۔ خدا کی پناہ ہے۔ اسرافیل: حضرت اسرافیلؑ۔ برہم: الٹ پلٹ، نظام ہست و بود: مراد اس دنیا کا نظام۔ آشوب: ہنگامہ۔ بے پردہ: ظاہر، آشکارا سراپا وجود: مراد کائنات کے عید کوہ و در: پہاڑ اور درے۔ صحاب: بادل۔ نمود: ظاہر ہونے کا عمل۔ تعمیر: آباد کاری کا عمل۔ تخریب: مراد ویرانی کا عمل۔ تمام: مکمل، پوری۔ کشود: خلل، مرگ۔ دوام: ہمیشہ ہمیش کی موت۔ رزم حیات: زندگی کی جنگ یعنی زندگی کی بھلا کے لیے جدوجہد۔ کشمکش: کھینچ پھانی۔ عارف: خدا کی معرفت رکھنے والا۔ حامی: حام آدنی۔ بندہ لات و منات: مراد خواہشوں وغیرہ ایسے بتوں کا تجارتی، دنیاوی خواہشات کا غلام۔ آدم یزداں صفات: خدائی صفات، (جہاں جسم وغیرہ) رکھنے والا انسان۔ گراں: بھاری، بوجھل۔ ثبات: پابندی۔ سحر: معجزہ، حضرت اناں: مراد انسان۔

معزول شہنشاہ

ہو مبارک اُس شہنشاہِ رِکو فرجام کو
جس کی قربانی سے اَسرارِ ملوکیت ہیں فاش
’شاہ‘ ہے برطانوی مندر میں اک مٹی کا بُت
جس کو کر سکتے ہیں، جب چاہیں، بھاری پاش پاش
ہے یہ مُشک آمیز اُفیوں ہم غلاموں کے لیے
ساحرِ انگلیس! مارا خواجہ دیگر تراش

allurdubooks.blogspot.com

معزول شہنشاہ: شاہ ہے برطانیہ کے بادشاہ ایڈورڈ ہشتم کی طرف جس نے ایک خلاق یافتہ امریکی عورت سے شادی کرنا چاہی لیکن برطانیہ کے سب سے بڑے پارٹی اور وزیرِ اعظم کی مخالفت کے سبب اس نے ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء کو تخت و تاج ہی چھوڑ دیا۔ گوفر جام: اچھے انجام والا قربانی: تخت و تاج سے دست برداری، اسرارِ ملوکیت: بادشاہت کے عہد، برطانوی مندر: مراد برطانوی نظام حکومت، مٹی کا بُت: مراد جس کے اختیار میں کچھ نہ ہو، نائش بادشاہ پاش پاش: نکلے نکلے، مُشک آمیز اُفیوں: مراد ظاہر میں دل کو بھانے والی لیکن حقیقت میں غافل کر دینے والی شے، ”ساحرِ انگلیس! مارا خواجہ دیگر تراش“: ترجمہ: اے انگریز جادوگر! ہمارے لیے اب کوئی نیا آقا تیار کر۔

دوزخی کی مُناجات

اس دیر گھن میں ہیں غرض مند و بُجاری
رنجیدہ بُتوں سے ہوں تو کرتے ہیں خدایا

پوچھا بھی ہے بے سود، نمازیں بھی ہیں بے سود
قسمت ہے غریبوں کی وہی نالہ و فریاد

ہیں گرچہ بلندی میں عمارات فلک بوس

ہر شہر حقیقت میں ہے ویرانہ آباد

تیشے کی کوئی گردشِ تقدیر تو دیکھے

سیراب ہے پرویز، جگر تشنہ ہے فرہاد

یہ علم، یہ حکمت، یہ سیاست، یہ تجارت

جو کچھ ہے، وہ ہے فکرِ ملوکانہ کی ایجاد

اللہ! ترا شکر کہ یہ خطہ پُرسوز

سوداگرِ یورپ کی غلامی سے ہے آزاد!

مناجات: دُعا، قہر کہن: پرانا مند، مراد یہ دنیا غرض مند: مطلبی، رنجیدہ: ناراض، بے سود: بے فائدہ، بیکار
 مالہ و فریاد: چیخ پکار، عمارات: جمع عمارت، فلک بوس: مراد بہت بلند، ویرانہ آباد: مراد دیکھنے میں آباد لیکن
 اس میں ہم خیال کوئی نہیں، تیشہ: پتھر توڑنے کا اوزار، گردش تقدیر: تقدیر کا چکر، سیراب: تر و تازہ، مراد
 کامیاب، پرویز: خسرو پرویز، قدیم ایرانی بادشاہ اور شیریں کا شوہر، جگر تفتہ: مراد ناکام، فرہاد: شیریں کا
 عاشق، جس نے اس کی خاطر پہاڑ کھودا، فکرِ مملو کا نہ: بادشاہوں، حکمرانوں کی سوچ، ایجاد: نئی پیدا کردہ چیز،
 خطہ پُرسوز: آگ سے جلتی ہوئی جگہ، سوداگر یورپ: برطانیہ، انگریزوں نے تجارت کے بہانے بڑھتی ہوئی
 تہذیب کیا تھا۔



مسعود مرحوم

یہ مہر و مہ، یہ ستارے یہ آسمان کیود
کسے خبر کہ یہ عالمِ عدم ہے یا کہ وجود
خیالِ جاہ و منزلِ فسانہ و افسوس
کہ زندگی ہے سراپا ریلِ بے مقصود
رہی نہ آہ، زمانے کے ہاتھ سے باقی
وہ یادگارِ کمالاتِ احمد و محمود
زوالِ علم و ہنرِ مرگِ ناگہاں اُس کی
وہ کارواں کا متاعِ گراں بہا مسعود!
مجھے رُلاتی ہے اہلِ جہاں کی بیدردی
فغانِ مرغِ سحرخواں کو جانتے ہیں سرود
نہ کہہ کہ صبر میں پنہاں ہے چارہٴ غمِ دوست
نہ کہہ کہ صبرِ معمائے موت کی ہے کشود
”دلے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است
ز عشق تا بہ صبوری ہزار فرسنگ است“
(سعدی)

نہ مجھ سے پوچھ کہ عمر گریز پا کیا ہے
کسے خبر کہ یہ نیرنگ وِ سیمیا کیا ہے
ہوا جو خاک سے پیدا، وہ خاک میں مستور
مگر یہ غیبتِ صغریٰ ہے یا فنا، کیا ہے!
غبارِ راہ کو بخشا گیا ہے ذوقِ جمال
خرد بتا نہیں سکتی کہ مدعا کیا ہے
دل و نظر بھی اسی آب و گل کے ہیں اعجاز
نہیں تو حضرتِ انساں کی انتہا کیا ہے؟
جہاں کی رُوح رواں 'لا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ'
مسح و میخ و چلیپا، یہ ماجرا کیا ہے!

قصاصِ خونِ تمنا کا مانگیے کس سے
گناہ گار ہے کون، اور خوں بہا کیا ہے
غمِیں مشو کہ بہ بندِ جہاں گرفتاریم
☆ ☆
طلسمِ ہا شکند آں دلے کہ ما داریم

خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقامِ حیات
کہ عشقِ موت سے کرتا ہے امتحانِ ثبات
خودی ہے زندہ تو دریا ہے بے کرانہ ترا
ترے فراق میں مضطر ہے موجِ نیل و فرات

خودی ہے مُردہ تو مانندِ کاہ پیشِ نسیم
 خودی ہے زندہ تو سلطانِ جملہ موجودات
 نگاہِ ایک تجلی سے ہے اگر محروم
 دو صد ہزار تجلی تلافیِ مافات
 مقامِ بندۂ مومن کا ہے ورائے سپہر
 زمیں سے تا بہ ثریا تمام لات و منات
 حریمِ ذات ہے اس کا نشینِ ابدی
 نہ تیرہ خاکِ لُحْد ہے، نہ جلوہ گاہِ صفات
 خود آگہاں کہ ازیں خاکداں بروں جستند
 *** طلسمِ مہر و سپہر و ستارہ بشکستند

allurdubooks.blogspot.com

مسعود: سر اس مسعود جو جنسِ محمود کے بیٹے اور سرسید احمد خان کے پوتے تھے (۲۳ مئی ۱۸۵۰ء - ۸ مئی ۱۹۰۳ء)۔ ریاست بھوپال کے وزیرِ تعلیم رہے۔ علامہ سے انھیں بیحد محبت تھی، مرحوم: رحلت کیا گیا۔ آسمانِ کیو: نیلا آسمانِ عدم: جس کا وجود نہ ہو، فنا: جاوہ: راستہ، فسانہ و افسوس: مراد بیکار قسم کی باتیں، سراپا: پورے طور پر، ریحل: بے مقصود، بے متھد کوئ/رواگی، یادگار: نشانِ فی کمالات: جمع کمال، خوبیاں، مہارتیں، احمد: سرسید احمد خان، محمود: سرسید کے بیٹے جنسِ محمود، مرگ: ناگہاں: اچانک کی موت، کارواں: قافلہ، متاعِ گراں بہا: بہت قیمتی پونجی/سرمایہ، بید روی: سخت دلی، ظلم، نفاق: فریاد، مرغِ سحر خواں: صبح سویرے چھپانے والا پرندہ، سرود: نغمہ، پنہاں: بچھا ہوا، چارہ: علاج، معمائے موت: موت کی پہیلی، کشور: محل، بوجھ، گریز پا: جلد گزر جانے والی، نیرنگ: جاوہ مراد انقلاب، سیما: طلسم، جاوہ: مستور، بچھا ہوا، غیبتِ صغریٰ: مراد وقتی طور پر غائب ہونے کا عمل، غبارِ راہ: راستے کی گرد، مراد انسان، ذوقِ جمال: نحس سے دلچسپی، لگاؤ کا لدا، زخرو: جھل، آب و گل: پانی اور مٹی، انسان، اعجاز: کرامت، بہت بڑا کام، روح

زواں: چلتی پھرتی روج، مراد ایک اُٹل حقیقت، ”لا اِلهَ اِلاَّ هُوَ“: اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ توحید
 خداوندی: میخ: رکیل، پچلیا: صلیب، سولی، خونِ تمنا: آرزوؤں کا خون، آرزو پوری نہ ہوا، مقامِ حیات:
 زندگی کا پڑاؤ، منزل، امتحانِ ثبات: ثابت قدمی کی آزمائش، بے کرا نہ: بہت وسیع، مضطر: بے چین، سقراط
 میل و فرات: مصر کا دریا، نیل جس میں فرعون غرق ہوا اور عراق کا دریا، جس کے کنارے امام
 حسینؑ کو شہید کیا گیا۔ مراد خودی کی آزمائش کے مواقع، مانندِ کاہ: مراد نیل کی طرح، پیشِ نسیم: صبح کی ہوا کے
 آگے، سلطان: حاکم، غالب، موجودات: کائنات، دو صد ہزار تھکی: ہزاروں لاکھوں جلوے، تلافی
 مافات: نقصان کی کمی پوری کرنا، ورائے سپہر: آسمان کے اُس پار، تا بہ ثریا: مراد زمین سے آسمان تک کی
 فضا، حریمِ ذات: باری تعالیٰ کا وہ مقام جو انسانی سمجھ سے بالا ہے، نشیمنِ ابدی: ہمیشہ ہمیش کا ٹھکانا، حیرہ:
 تاریک، جلوہ گاہِ صفات: اللہ تعالیٰ کی صفاتیں ظاہر ہونے کی جگہ مراد یہ کائنات۔

☆ ایسا دل جو عاشق بھی ہو اور صبر کرنے والا بھی تو وہ دل نہیں پتھر ہے اس لیے کہ عشق اور صبر میں ہزاروں
 سیلوں کا فاصلہ ہے یعنی دونوں کا اکٹھا ہونا ممکن نہیں۔ (یہ سعدی کا شعر ہے)
 ☆ اس بات کا غم مت کر کہ ہم دنیا کے کھجے میں آئے ہوئے ہیں، ہمارا دل ایک لکی قوت ہے جو بڑے
 بڑے چاہو منا کے رکھ دے گا۔

☆ ☆ اپنی ذات / خودی سے پوری طرح واقف جو لوگ مٹی کے اس گھر یعنی دنیا سے باہر نکل گئے انھوں
 نے سورج، آسمان اور ستاروں کا چاہو بے کار کر کے رکھ دیا۔ مراد دنیاوی رکاوٹوں وغیرہ سے نکل کر ہمیشہ ہمیش کی
 زندگی پا گئے۔

آوازِ غیب

آتی ہے دمِ صبح صدا عرشِ بریں سے
کھویا گیا کس طرح ترا جوہرِ ادراک!
کس طرح ہوا کند ترا نشترِ تحقیق
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک

تُو ظاہر و باطن کی خلافت کا سزاوار
کیا شعلہ بھی ہوتا ہے غلامِ خس و خاشاک
مہر و مہ و انجم نہیں محکوم ترے کیوں
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک
اب تک ہے رواں گرچہ لہو تیری رگوں میں
نے گرمی افکار، نہ اندیشہ بے باک

روشن تو وہ ہوتی ہے، جہاں میں نہیں ہوتی
 جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگہ پاک
 باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری
 ☆☆ اے گشتہ سُلطانی و مُلّائی و پیری!



allurdubooks.blogspot.com

جوہر اور اک: فہم اور شعور کی اہلیت / لیاقت: گند: جو چیز نہ ہو، بیکار: نشتر تحقیق: مراد حقیقت کی نہ تک پہنچنے کا شعور: چاک: زخمی، پھٹنا: ظاہر و باطن کی خلافت: مراد اس کائنات پر اللہ کا خلیفہ / ماسب ہونے کی کیفیت: سزاوار: لائق، مناسب: خس و خاشاک: تنکے وغیرہ: انجم: جمع غم، ستارے: لرزنا: کاہلپا: افلاک: جمع فلک، آسمان: جہاں میں: دنیا دیکھنے والی، کائنات کے بھید پالنے والی: نگہ پاک: دنیاوی آلودگیوں سے پاک نظر: آئینہ ضمیری: دل اور سینے کا آئینے کی طرح شفاف ہونا، آلودگیوں سے پاک:

☆☆ نہ تو خیالات میں جوش و جذبہ اور گری ہے اور نہ غور و فکر ہی میں بے خوفی ہے۔
 ☆☆ تو جو حکمرانوں، مکاروں اور پھروں (مراد مذہب کی روح سے بیگانہ مذہبی رہنما) کا مارا ہوا ہے۔

رُبَاعیات

مری شاخِ امل کا ہے ثمر کیا
تری تقدیر کی مجھ کو خبر کیا
کلی گل کی ہے محتاجِ کشود آج
نسیم صبحِ فردا پر نظر کیا!

iqbalKuli
Star.tif

فراغت دے اُسے کارِ جہاں سے
کہ چھوٹے ہر نفس کے امتحاں سے
ہوا پیری سے شیطاں کُہنہ اندیش
گناہِ تازہ تر لائے کہاں سے!

امل: آرزو، تمنا، ثمر: پھل، محتاج: ضرورت مند، کشود: کھلنا، نسیم: صبح کی ہوا جس سے پھول کھلتے ہیں، صبحِ فردا: آنے والی صبح، مستقبل۔

فراغت: مہلت، فرصت، کارِ جہاں: دنیا کے کام، ہر نفس: ہر سانس، امتحاں: آزمائش، مراد حساب کتاب، پیری: بوڑھا، کُہنہ اندیش: پرانی سوچ رکھنے والا، گناہِ تازہ: نیا گناہ۔

دگرگوں عالمِ شام و سحر کر
جہانِ خشک و تر زیر و زبر کر
رہے تیری خدائی داغ سے پاک
مرے بے ذوق سجدوں سے حذر کر

iqbalKuli
Star.tif

غربی میں ہوں محسودِ امیری
کہ غیرت مند ہے میری فقری
حذر اس فقر و درویشی سے، جس نے
مسلمان کو سکھا دی سر بیزی

دگرگوں کرنا: بدلنا۔ عالمِ شام و سحر: یہ دنیا۔ جہانِ خشک و تر: مراد یہ دنیا زیر و زبر کرنا: الٹ پلٹ کرنا، بدل دینا۔ بے ذوق سجدے: جن سجدوں میں حضوری (مکمل توجہ) نہ ہو۔ حذر کرنا: بچنا۔

محسود: حسد کیا گیا۔ سر بیزی: سر جھکانے کی حالت۔

خُرد کی تنگ دامانی سے فریاد
تجلی کی فراوانی سے فریاد
گوارا ہے اسے نظارہ غیر
نیکہ کی نامسلمانی سے فریاد!

iqbalKuli
Star.tif

کہا اقبال نے شیخِ حرم سے
تہ محرابِ مسجد سو گیا کون
بندا مسجد کی دیواروں سے آئی
فرنگی بُت کدے میں کھو گیا کون؟

تنگ دامانی: جھولی کا چھوٹا ہونا۔ نظارہ غیر: اللہ کے سوا دوسری قوتوں یا مظاہر پر توجہ نامسلمانی: سچا مسلمان نہ ہونے کی کیفیت۔

شیخِ حرم: نکاح: نیچے بند: آواز فرنگی بُت کدہ: مراد یورپی تہذیب اور علوم وغیرہ جو دین کے راستے میں رکاوٹ ہیں۔

گہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد
کہ ہے مردِ مسلمان کا لہو سرد
بتوں کو میری لادینی مبارک
کہ ہے آج آتشِ 'اللہ ھو' سرد

iqbalKuli
Star.tif

حدیثِ بندۂ مومن دل آویز
جگر پر خوں، نفس روشن، نیک تیز
میٹر ہو کے دیدار اُس کا
کہ ہے وہ رونقِ محفل کم آمیز

گہن نہ اُنے، ہنگامہ ہائے آرزو: مراد اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کے لیے پیچیدہ و جہدِ سرد: ٹھنڈے لہو سرد
ہونا: جوش و جذبہ ٹھنڈا پڑ جانا، لادینی: مذہب سے دوری/بیزاری، "اللہ ھو": صرف اللہ حاکم مطلق ہے
آتش سرد ہونا: آگ ٹھنڈی ہونا، بجھنا۔

حدیث: بات، دل آویز: دل کو بھانے والی، جگر پر خوں: مراد دلِ عشقِ خدا اور رسولؐ سے پُر نفس روشن:
باطن/دل نورایان سے روشن، نگاہ تیز: گہری نظر، بصیرت، رونقِ محفل: مراد جس کے سبب کبھی منات کو عروج
حاصل تھا، کم آمیز: دوسروں کے ساتھ کم میلے بیچنے والا۔

تمیزِ خار و گل سے آشکارا
نسیمِ صبح کی روشن ضمیری
حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹے میں ہو خُوئے حریری

iqbalKuli
Star.tif

نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی
کہ اصلِ زندگی ہے خود نمائی
نہ دریا کا زیاں ہے، نے گھر کا
دلِ دریا سے گوہر کی جدائی

تمیز: فرق۔ خار: کانٹا۔ آشکارا: ظاہر۔ روشن ضمیری: دل کے ایمانی نور سے روشن ہونے کی حالت۔ خُوئے
حریری: ریشم کی سی نرمی کی عادت۔

آشنائی: واقفیت، دوستی محبت، اصل: حقیقت، گھر: سوتی۔ دلِ دریا: سمندر/ دریا کی گہرائی یا وسط۔

ترے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلمان کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوہ تقدیرِ یزداں
تُو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے؟

iqbalKuli
Star.tif

خُرد دیکھے اگر دل کی نگہ سے
جہاں روشن ہے نورِ 'لا الہ' سے
فقط اک گردشِ شام و سحر ہے
اگر دیکھیں فروغِ مہر و مہ سے

دریا میں طوفاں ہونا: دل میں جذبے بیدار ہونا۔ عبث: فضول، بیکار۔ یزداں: خدا۔

خُرد: چھل۔ دل کی نگاہ: بصیرت، بغور دیکھنے کا عمل۔ روشن ہے: مراد توحید کی نشانیاں ظاہر ہیں۔ نورِ 'لا الہ':
خدا کی توحید کا نور۔ گردش: چکر فروغ: روشنی۔ مہر و مہ: سورج اور چاند۔

سبھی دریا سے مثل موج اُبھر کر
سبھی دریا کے سینے میں اتر کر
سبھی دریا کے ساحل سے گزر کر
مقام اپنی خودی کا فاش تر کر !

allurdubooks.blogspot.com

مُلاّ زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض

(۱)

پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب
مُرعانِ نحر تیری فضاؤں میں ہیں بیتاب
اے وادی لولاب!

گر صاحبِ ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب
دیں بندہ مومن کے لیے موت ہے یا خواب
اے وادی لولاب!

ہیں ساز پہ موثوف نوا ہائے جگر سوز
ڈھیلے ہوں اگر تار تو بیکار ہے مضراب
اے وادی لولاب!

مُلاّ کی نظر نورِ فراست سے ہے خالی
بے سوز ہے میخانہ صوفی کی مے ناب
اے وادی لولاب!

بیدار ہوں دل جس کی فغانِ نحری سے
اس قوم میں مدت سے وہ درویش ہے نایاب
اے وادی لولاب!

ملا زادہ ضیغم لولابی: ایک فرضی نام، ضیغم: شیر، بیاض: ڈائری، سیماب: پارہ، نر خان سحر: صبح کے وقت
 چھپانے والے پردے، لولاب: سری نگر اور بارہ سولا کے درمیان ایک وادی، صاحب ہنگامہ: جدوجہد اور
 جذبوں سے سرشار آدمی، مراد مومن، منیر و محراب: مراد مذہبی ادارے مسجد وغیرہ، نواہائے جگر سوز: دل کو پیچیدہ
 متاثر کرنے والے عشق حقیقی کے مالے، مضرب: زخم، ڈنگ، ستار بجانے کا آلہ، نور فراست: بصیرت کی
 روشنی، بے سوز: جذبوں کی گری سے خالی، میخانہ صوفی: مراد تصوف کی تعلیم/خانقاہیں، نئے ماب: خالص
 شراب، حقیقی جوش و جذبہ، نغان سحری: صبح سویرے خدا کے حضور عاجزی و فریاد مایاب: جو کہیں نہ ملے۔



(۲)

موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام
مکر و فنِ خواجگی کاش سمجھتا غلام!
شرعِ ملوکانہ میں جدتِ احکام دیکھ
صُور کا غوغا حلال، حشر کی لذت حرام!
اے کہ غلامی سے ہے رُوح تری مُضَحَل
سینہ بے سوز میں ڈھونڈ خودی کا مقام!

allurdubooks.blogspot.com

مکر و فنِ خواجگی: حکمرانوں کے فریب اور چالیں۔ کاش: خدا کرے۔ شرعِ ملوکانہ: حکمرانی کی شریعت / دستور اور قانون۔ جدتِ احکام: نئے نئے فرمان، فرمانوں کا نیا پن۔ صُور کا غوغا: صُور کا شور جسے سن کر مُردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ حلال: جائز۔ حشر کی لذت: بیدار ہونے / اُٹھنے کا مزہ۔ حرام: منع کیا گیا۔ مُضَحَل: کمزور۔ سینہ بے سوز: جذبوں کی حرارت سے خالی دل۔

(۳)

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہل نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر
سینہ افلاک سے اٹھتی ہے آہ سوز ناک
مردِ حق ہوتا ہے جب مرعوبِ سلطان و امیر
کہہ رہا ہے داستاں بیدردی ایام کی
کوہ کے دامن میں وہ غم خانہ دہقانِ پیر
آہ! یہ قوم نجیب و چرب دست و تر دماغ
ہے کہاں روزِ مکافات اے خدائے دیر گیر؟

اہل نظر: بصیرت والے۔ ایرانِ صغیر: چھوٹا ایران، مختلف غویوں کی بنا پر ایران کے بعد دوسرا ملک۔ سینہ
افلاک: مراد آسمان۔ آہ سوز ناک: دلوں کو ہلا دیے والی فریاد۔ مردِ حق: مردِ سمن۔ مرعوب: ڈرا ہوا۔ سلطان
و امیر: مختلف قسم کے حکمران۔ بیدردی ایام: زمانے کے ظلم و ستم۔ دامن: غم خانہ۔ غموں کا گھر۔ دہقان
پیر: بوڑھا کسان۔ نجیب: خاندانی شریف، اچھی نسل والا۔ چرب دست: ماہر، نیرمند۔ تر دماغ: ذہین،
باشعور۔ روزِ مکافات: مراد جزا اور سزا کا دن۔ دیر گیر: دیر سے پکڑنے / سزا دینے والا۔

(۴)

گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو
تھر تھراتا ہے جہانِ چار سُوے و رنگ و بو
پاک ہوتا ہے ظن و تخمیں سے انساں کا ضمیر
کرتا ہے ہر راہ کو روشن چراغِ آرزو
وہ پرانے چاک جن کو عقل سی سکتی نہیں
عشق سیتا ہے اُنھیں بے سوزن و تارِ رُفُو
ضربتِ پیہم سے ہو جاتا ہے آخر پاش پاش
حاکمیت کا بُتِ سنگیں دل و آئینہ رُو

لہو گرم ہونا: جوش و جذبہ بیدار ہونا۔ تھر تھراتا: کالپنا۔ جہانِ چار سُوے و رنگ و بو: مراد یہ کائنات۔ ظن: گمان۔ تخمیں: اندازہ۔ چراغِ آرزو: مراد اعلیٰ مقاصد پانے کے لیے سخت جدوجہد پرانے چاک: پرانے زخم یا پرانے پٹے ہوئے جھڑے، مراد کائنات کے ہید کو عقل نہیں پاسکتی۔ بے سوزن: سُوئی کے بغیر۔ تارِ رُفُو: مراد دھاگا یا ڈور۔ ضربتِ پیہم: مسلسل وار۔ پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے۔ حاکمیت: حکمرانی، بادشاہت۔ بتِ سنگیں دل: ظالم / سخت دل۔ بت: آئینہ رُو۔ شیشے کے چہرے والا، مراد بہت نازک۔

(۵)

دُرّاج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں
حیرت میں ہے صیاد، یہ شاہیں ہے کہ دُرّاج!
ہر قوم کے افکار میں پیدا ہے تلامّ
مشرق میں ہے فردائے قیامت کی نمود آج
فطرت کے تقاضوں سے ہوا حشر پہ مجبور
وہ مُردہ کہ تھا بانگِ سرائیل کا محتاج

allurdubooks.blogspot.com

دُرّاج: تیز شوکت: شان: صیاد: شکاری: تلامّ: سوجوں کا بھرا، مراد افکار و خیالات کی بھر مار ہوا: مشرق: مراد شرقی ممالک: فردائے قیامت: قیامت کا آنے والا دن: نمود: ظاہر ہونے کی حالت: حشر: اٹھنا، بیداری: مُردہ: مراد بے عمل و رستوی ہوئی غلام قوم: بانگِ سرائیل: حضرت اسرائیلؑ کے صُور/ بگل کی آواز جس سے مُردے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

(۶)

رندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات
ہر چند کہ مشہور نہیں ان کے کرامات
خودگیری و خودداری و گلبانگ ' انا الحق '
آزاد ہو سالک تو ہیں یہ اس کے مقامات
محکوم ہو سالک تو یہی اس کا 'ہمہ اوست'
خود مرده و خود مرقد و خود مرگِ مفاجات!

allurdubooks.blogspot.com

رند: جو شرع کا پابند نہ ہو، مراد عشقِ حقیقی سے مرثاء کمالات: جمع کمال، ہنر، ہر چند: اگرچہ۔ خودگیری: اپنے
نکلوں پر خود نظر رکھنا۔ خودداری: غیرت مندی، اپنے وقار کا احساس۔ گلبانگ: سریلی آواز۔ "انا الحق": "میں
خدا ہوں"۔ منصور کا نعرہ۔ سالک: چلنے والا، مراد صوفی۔ مقامات: جمع مقام، مرتبے، منزلیں۔ محکوم: غلام۔ "ہمہ
اوست": سب کچھ خدا ہے اور کسی شے کا وجود نہیں۔ صوفیا کا عقیدہ۔ مرقد: قبر۔ مرگِ مفاجات: اچانک
موت۔

(۷)

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
ترے دین و ادب سے آرہی ہے بوئے رُہبانی
یہی ہے مرنے والی اُمتوں کا عالمِ پیری
شیاطینِ مَلوکیت کی آنکھوں میں ہے وہ جادو
کہ خود خنجر کے دل میں ہو پیدا ذوقِ خنجیری
چہ بے پروا گذشتند از نوائے صبح گاہِ من
کہ بُرداں شور و مستی از سیہ چشمانِ کشمیری!

☆

رسمِ شبیری: حضرت امام حسینؑ والا عمل کہ جان دے دی، باطل قوت کے آگے سر نہیں جھکا یا فقرِ خانقاہی: صوفیوں کا خانقاہوں میں مصروفِ عبادت ہو کر جہد و عمل سے دور رہنا، اندوہ: رنج و غم، دلگیری: دل گرفتہ یعنی غم زدہ ہونا، بوئے رُہبانی: دنیا سے بے تعلقی یعنی بے عملی کا اثر مرنے والی اُمتیں: مراد غلامی میں کھنس کر اپنی شناخت ختم کرنے والی قومیں، عالمِ پیری: بڑھاپے کی حالت، شیاطین: جمع شیطان مراد بد فطرت ظالم حاکمِ مَلوکیت: حاکمیت، بادشاہت، خنجیر: شکار، ذوقِ خنجیری: خود شکار ہونے کا شوق۔

☆ میرے صبح کے نغمے یعنی شاعری سے کس قدر بے توجہ ہو کر یہ حسین کشمیری آگے نکل گئے، ان کا جوش و جذبہ کون اڑا لے گیا۔

(۸)

سمجھا لہو کی بوند اگر تُو اسے تو خیر
دل آدمی کا ہے فقط اک جذبہ بلند
گردشِ مہ و ستارہ کی ہے ناگوار اسے
دل آپ اپنے شام و سحر کا ہے نقش بند
جس خاک کے ضمیر میں ہے آتش چنار
ممکن نہیں کہ سرد ہو وہ خاکِ ارجمند

allurdubooks.blogspot.com

نقش بند: تصویر بنانے والا، مراد نقیص کرنے والا۔ اپنے شام و سحر: اپنی شام و صبح، مراد مقدر / تقدیر۔ خاک
کا ضمیر: مراد مرزئین یا اہل مرزئین کا دل۔ آتش: آگ۔ چنار: ایک درخت جس کے پتے سرخ ہوتے ہیں
آتش چنار: چنار کی آگ مراد جذبہ و جوش کی گری۔ خاکِ ارجمند: باعزت، رتبے والی مرزئین۔

(۹)

کھلا جب چمن میں کُتب خانہ گل
نہ کام آیا مُلا کو علمِ کتابی
متانتِ شکن تھی ہوائے بہاراں
غزلِ خواں ہوا پیرِ اندرابی
کہا لالہ آتشیں پیرہن نے
کہ اُسرارِ جاں کی ہوں میں بے حجابی
سمجھتا ہے جو موت خوابِ لحد کو
نہاں اُس کی تعمیر میں ہے خرابی
نہیں زندگی سلسلہ روز و شب کا
نہیں زندگی مستی و نیمِ خوابی
حیات است در آتشِ خود تپیدن
خوش آں دم کہ ایں نکتہ را بازیابی
اگر ز آتشِ دل شرارے بگیری
تواں کرد زیرِ فلک آفتابی

☆

☆☆

کتاب خانہ گُل: مراد پھول جنھیں دیکھ کر انسان اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ علم کتابی: کتاب کا علم جو کائنات کے مطالعے اور مشاہدے میں کام نہیں آتا۔ متانتِ حسن: سنجیدگی توڑنے والی، مراد امنگ پیدا کرنے والی۔ غزل خواں: غزل گانے والا، مراد (پیار کی ہوا کے سبب) مگنلانے والا۔ پیرک اندرابی: اندراب (ایک کشمیری قصیدہ) کا ایک بزرگ۔ آتشیں پیرہن: سرخ لباس والا۔ اسرارِ جاں: جان / روح کے بھید۔ خوابِ لحد: مراد جسمانی موت۔ نہاں: چھپی ہوئی۔ سلسلہٴ روز و شب: وقت کی گردش۔ مستی و شیمِ خوابی: فراموشی کے مطابق زندگی مستی یعنی جنسی کیف کا نام ہے۔

☆ زندگی جاوید دراصل اپنے جذبیوں اور جدوجہد کی آگ میں جٹنے کا نام ہے۔ وہ وقت بڑا مبارک ہوگا جب تو اس اہم بات کو پالے گا۔
☆ اگر تو دل کی آگ سے ایک چنگاری لے لے تو اس سے دنیا کو روشن کیا جاسکتا ہے۔

آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ
 محکوم کی رگ نرم ہے مانندِ رگِ تاک
 محکوم کا دل مُردہ و افسردہ و نومید
 آزاد کا دل زندہ و پُرسوز و طرب ناک
 آزاد کی دولتِ دلِ روشن، نفسِ گرم
 محکوم کا سرمایہ فقط دیدہٴ غم ناک
 محکوم ہے بیگانہٴ اخلاص و مروت
 ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک
 ممکن نہیں محکوم ہو آزاد کا ہمدوش
 وہ بندہٴ افلاک ہے، یہ خواجہٴ افلاک

رگِ سنگ: مراد پتھر۔ رگِ تاک: انگور کی تیل کی باریک شاخ، مراد بہت کمزور مُردہ: جوش و جذبہ سے خالی۔
 افسردہ: بُنچھا ہوا، نومید: بایوسی کا شکار۔ زندہ: جوش و جذبہ سے پُر۔ پُرسوز: جذبوں کی حرارت سے پُر۔
 طرب ناک: خوشی سے پُر۔ دلِ روشن: دل کا نورانی ہونا۔ نفسِ گرم: عشق کی حرارت سے پُر سانس۔ دیدہٴ غم
 ناک: روئی آنکھ۔ بیگانہٴ واقف، بے خبر۔ اخلاص: خلوص۔ مروت: مہربانی، لحاظ۔ ہر چند: اگرچہ۔ منطق:
 عقلی دلیلوں کا علم۔ ہمدوش: برابر۔ بندہٴ افلاک: مراد حالات یا تقدیر کا غلام۔ خواجہٴ افلاک: مراد اس دنیا کا
 مالک، حکمران۔

تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ
 کوئی بتائے یہ مسجد ہے یا کہ میخانہ
 یہ راز ہم سے چھپایا ہے میر واعظ نے
 کہ خود حرم ہے چراغِ حرم کا پروانہ
 طلسمِ بے خبری، کافری و دِیں داری
 حدیثِ شیخ و برہمن فُسون و افسانہ
 نصیبِ خطہ ہو یا رب وہ بندہ درویش
 کہ جس کے فقر میں انداز ہوں کلیمانہ
 چھپے رہیں گے زمانے کی آنکھ سے کب تک
 گھر ہیں آبِ ولر کے تمام یک دانہ

عارف: واقف، عالم، عامی: عام آدمی، جاہل۔ بیگانہ: ناواقف، میر واعظ: مراد بڑا واعظ، بڑا اسولوی، حرم: کتب، مراد خدا تعالیٰ، چراغِ حرم کا پروانہ: مراد بچے مسلمانوں سے محبت کرنے والا۔ طلسم بے خبری: ناواقفیت کا جادو، بے خبری، حدیث: بات، فُسون و افسانہ: صرف قصہ کہانی، بے حقیقت کلیمانہ انداز: حضرت موسیٰ کا انداز کہ سو جود فرعونوں کو غرق کر دیا جائے، گھر: سوئی، مراد کشمیری عوام، آبِ ولر: کشمیر کی جھیل ول، مراہر زنکن کشمیر، یک دانہ: بہت قیمتی، بے مثل۔

دگرگوں جہاں اُن کے زورِ عمل سے
 بڑے معرکے زندہ قوموں نے مارے
 مُنجم کی تقویمِ فردا ہے باطل
 گرے آسماں سے پُرانے ستارے
 ضمیرِ جہاں اس قدر آتشیں ہے
 کہ دریا کی موجوں سے ٹوٹے ستارے
 زمیں کو فراغت نہیں زلزلوں سے
 نمایاں ہیں فطرت کے باریک اشارے
 ہمالہ کے چشمے اُلتے ہیں کب تک
 خضر سوچتا ہے ولر کے کنارے!

زورِ عمل: جدوجہد کی شدت۔ منجم: نجومی، ستاروں کی مدد سے قسمت کا حال بتانے والا۔ تقویمِ فردا: مستقبل کی
 جنتری، مراد مستقبل کا حال بتانا۔ پرانے ستارے گرنا: نام نہاد دلاؤں وغیرہ کے پڑھے ہوئے پرانے علوم کا
 بیکار رہ جانا۔ ضمیرِ جہاں: کائنات کا باطن / اندر کائنات میں جو کچھ ہے۔ آتشیں: آگ سے پر، مراد دلوں میں
 جوش پیدا کرنے والا۔ ستارے ٹوٹنا: مراد مسلسل انقلاب / تبدیلیاں آنا۔ باریک اشارے: جنہیں صرف اہل
 بصیرت سمجھ سکتے ہیں۔ ہمالہ کے چشمے اُلتا: مراد ہمالہ کے دامن میں آباؤ قوموں کا پیدار ہونا۔

نشان یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
 کہ صُبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
 کمالِ صدق و مروت ہے زندگی ان کی
 معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
 قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال
 یہ اُمتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں
 خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال
 کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں
 شکوہ عید کا منکر نہیں ہوں میں، لیکن
 قبولِ حق ہیں فقط مردِ حر کی تکبیریں
 حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
 ورائے عقل ہیں اہلِ جُنوں کی تدبیریں

زندہ قومیں: جدوجہد کرنے والی آزاد قومیں۔ کمالِ صدق و مروت: بھرپور خلوص اور دوسروں سے محبت و
 ہمدردی۔ تقصیریں: جمع تقصیر، خطائیں۔ قلندرانہ ادائیں: خدا مست لوگوں کے سے طور طریقے۔ سکندرانہ

جہاں: مراد بہت شاہانہ رعب داب۔ بڑھنے شمشیریں۔ ایسی تلواریں مراد تو میں جو اپنی آزادی کے لیے ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ مرد خود آگاہ: اپنی خودی سے پوری طرح باخبر شکوہ عید: عید کی شان و شوکت۔ منکر: نہ ماننے والا قبول حق: یعنی خدا قبول کرتا ہے۔ مرد حُر: آزاد یعنی مرد مومن۔ بکسیریں: اللہ کی عظمت کا ذکر (نماز عید کے موقع پر) ”اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ اُھم“ پڑھتے ہوئے مسجد جاتے ہیں۔ ورائے عقل: مراد جھل کے بس میں نہیں، اہل جنوں: حقیقی عاشق، خدا مست۔



چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی
 کہ با زمانہ بسازی بخود نمی سازی
 دگر بدرسہ ہاے حرم نمی بینم
 دلِ جنید و نگاہِ غزالی و رازی
 حکمِ مفتیِ اعظم کہ فطرتِ ازلیست
 بدین صعوہ حرام است کارِ شہبازی
 ہماں فقیہِ ازل گفت جُزّہ شاپیں را
 باسماں گروی با زمیں نہ پردازی
 منم کہ توبہ نہ کردم ز فاش گوئی ہا
 ز نیمِ ایں کہ بسکطاں کنند غمازی
 بدستِ مانہ سمرقند و نے بخارا ایست
 دُعا بگو ز فقیراں بہ ترکِ شیرازی

تجلید: مراد حضرت جنید بغدادیؒ حسن کا تعلق صوفیاء کے دوسرے طبقے سے ہے۔ ”سیند الطائفہ“ (گروہ کا سردار)۔
 غزالی: امام غزالیؒ، محمد بن محمد ابو حامد قلندی، علمِ کلام کے ماہر و مصوفی۔ بہت سی کتابیں لکھیں۔ وفات ۵۰۵ھ۔

۱۔ تو زندگی کا جو کیسا کافروں یعنی دنیا پرستوں کی طرح کھیل رہا ہے کہ زمانے کے ساتھ تو سو الفت کر رہا ہے اور اپنی ذات سے سو الفت نہیں کر رہا۔

۲۔ میں جب اپنے دینی مدرسوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے مایوسی ہوتی ہے کہ اب پہلے کی طرح ان میں تجدید جیسے دل غزالی اور رازی جیسی بصیرت والا کوئی نظر نہیں آتا۔

۳۔ بڑے مفتی یعنی ازلی قدرت کا یہ فتویٰ / حکم ہے کہ مولے (چھوٹا سا پرندہ) کے دین میں شہباز جیسے کا منع ہیں۔ یعنی مولے کے بس میں ایسا نہیں ہے۔

۴۔ اسی ازلی مفتی نے نر باز سے یہ کہا کہ دیکھو آسمانی فضاؤں میں یعنی بلندیوں پر اڑنا نیچے زمین یعنی پستی سے تعلق نہ رکھنا۔

۵۔ صرف اس خیال اور ڈر سے کہ لوگ، حاکم وقت (انگریز) سے میری چغلیاں کھائیں گے میں نے صاف صاف باتیں (جابر و ظالم حکمرانوں کی مسلم دشمنی) کہنے سے توبہ نہ کی۔

۶۔ ہمارے پاس کوئی سمرقند ہے اور نہ کوئی بخارا، لہذا ہم فقیریوں کی طرف سے اس شیرازی ٹرک یعنی محبوب کو بس دعایٰ کہہ دینا (حافظ کے اس شعر کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے کہا کہ اگر وہ شیرازی ٹرک ہمارا دل لے لے تو میں اس کے چہرے پر میاہ حل کے بدلے میں سمرقند و بخارا دے دوں گا)

ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ
وہاں دگرگوں ہے لفظ لفظ، یہاں بدلتا نہیں زمانہ
کنارِ دریا خضر نے مجھ سے کہا بہ اندازِ محرمانہ
سکندری ہو، قلندری ہو، یہ سب طریقے ہیں ساحرانہ
حریف اپنا سمجھ رہے ہیں مجھے خدایانِ خانقاہی
انہیں یہ ڈر ہے کہ میرے نالوں سے شق نہ ہو سنکِ آستانہ
غلام قوموں کے علم و عرفاں کی ہے یہی رمزِ آشکارا
زمین اگر تنگ ہے تو کیا ہے، فضائے گردوں ہے بے کرانہ
خبر نہیں کیا ہے نام اس کا، خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلمان بنا کے تقدیر کا بہانہ
مری اسیری پہ شاخِ گل نے یہ کہہ کے صیاد کو رُلایا
کہ ایسے پرسوز نغمہ خواں کا گراں نہ تھا مجھ پہ آشیانہ

ضمیرِ مغرب: مغربی قوموں کا باطن / دل۔ تاجرانہ: سوداگروں کا سا، یعنی مادہ پرستی کا رجحان۔ ضمیرِ مشرق: مشرقی قوموں کا دل و دماغ۔ راہبانہ: عرک دنیا، بے عملی اور جدوجہد سے خالی زندگی۔ دگرگوں ہے: تبدیل آ

رہی ہے۔ یہ اندازِ محرماتہ: رازدارانہ طریقے سے۔ سکندری: سکندر اعظم کی ہی ظاہری شان و شوکت۔ قلندری: مراد موجودہ دور کا صوفی یا قلندر ہونا۔ ساحرانہ: جادوگر کے سے۔ حریف: مقابل، دشمن۔ خدایانِ خانقاہی: خانقاہ کے مالک، خانقاہ نشین صوفیا جو جدوجہد کی زندگی کے خلاف ہیں۔ میرے مالے: مراد قبال کی شاعری۔ شق ہونا: پھٹ جانا، ٹوٹ جانا، مراد ٹھپ ہو جانا۔ سنگِ آستانہ: دلیز کا پتھر، مراد مذہب کے نام پر لوگوں کو انکو بنانے کا کام۔ رمز: اشارہ، ہیئتِ فضا، گروں: آسمانی فضا۔ بے کرانہ: بہت وسیع۔ خدا فرمیں: تقدیر کے حوالے سے اللہ کو دھوکا دینے کی کیفیت۔ عمل سے فارغ ہونا: تقدیر کے ہمانے کوئی جدوجہد نہ کرنا۔ اُسیری: قید پر سوزِ نغمہ خواں: جس کے نغموں یعنی شاعری سے لوگوں کے دلوں میں گری اور جوش پیدا ہو۔



(۱۶)

حاجت نہیں اے خطہ گُل شرح و بیاں کی
تصویر ہمارے دل پرخوں کی ہے لالہ
تقدیر ہے اک نام مکافاتِ عمل کا
دیتے ہیں یہ پیغام خدایانِ ہمالہ
سرما کی ہواؤں میں ہے غریاں بدن اس کا
دیتا ہے ہنر جس کا امیروں کو دو شالہ
اُمید نہ رکھ دولتِ دُنیا سے وفا کی
رَم اس کی طبیعت میں ہے مانندِ غزالہ

خطہ گُل: چمن، گلستان، مراد کشمیر۔ مکافاتِ عمل: مراد جیسا عمل ویسی جزا یا سزا خدایانِ ہمالہ: مراد کوہِ ہمالہ
کے دامن میں رہنے والے برہمن وودشی غریاں: لباس کے بغیر، نکلا۔ دو شالہ: اُونی چادر دوپٹوں والی رَم:
وحشت، ڈر کر بھاگنا غزالہ: ہرنی۔

(۱۷)

خود آگاہی نے سکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی
حرام آئی ہے اُس مردِ مجاہد پر زِرہ پوشی

(۱۸)

آں عزمِ بلند اور آں سوزِ جگر اور
شمشیرِ پدرِ خواہی بازوے پدر اور

☆

خود آگاہی: اپنی ذات کی سمجھی اور ظاہری قوتوں سے باخبر ہونے کی حالت۔ تن فراموشی: جسم کو بھولنے کی کیفیت۔ مردِ مجاہد: جہاد کرنے والا، مراد مردِ مومن۔ زِرہ پوشی: حملے سے بچنے کے لیے زِرہ بکتر پہننے کا عمل۔

☆ وہ یعنی پہلے مجاہدین والا، بلند ارادہ اختیار کر اور ان جیسا جوش و جذبہ پیدا کر۔ اگر تجھے باپ کی تلوار کی خواہش ہے تو باپ جیسے بازو یعنی طاقت پیدا کر۔

غریب شہر ہوں میں، سُن تو لے مری فریاد
 کہ تیرے سینے میں بھی ہوں قیامتیں آباد
 مری نوائے غم آلود ہے متاعِ عزیز
 جہاں میں عام نہیں دولتِ دلِ ناشاد
 گلہ ہے مجھ کو زمانے کی کورِ ذوقی سے
 سمجھتا ہے مری محنت کو محنتِ فرہاد
 ”صدائے تیشہ کہ بر سنگِ میخوردِ دگر است
 خبر بگیر کہ آوازِ تیشہ و جگر است“

☆

غریب شہر: پردیسی، مراد بے عمل لوگوں کے ملک میں پردیسی قیامتیں آباد ہونا: جدوجہد کے لیے جوش اور جذبے پیدا ہونا: نوا: نغمہ شاعری: غم آلود: غم سے بھری، قوم کے درد سے پر: متاعِ عزیز: قیمتی سرمایہ/پونجی: دلِ ناشاد: ناخوش دل، قوم کی غلامی کے سبب آزرده دل، کورِ ذوقی: اچھا مذاق نہ رکھنے کی کیفیت، محنتِ فرہاد: پہاڑ کھودنے کا عمل، بے ثمر محنت۔

☆ پتھر پر جو تیشہ مارا جائے اس کی آواز کچھ اور طرح کی ہوتی ہے ذرا توجہ سے سُن کہ یہ تو دل پر تیشہ پڑنے کی آواز ہے (صدائے تیشہ الخ یہ شعر مرزا جان جاناں مظہر علیہ الرحمۃ کی مشہور بیاض ”خرطہ جواہر“ میں ہے)

سراکبر حیدری، صدرِ اعظم حیدرآباد دکن کے نام

’یومِ اقبال‘ کے موقع پر توشہ خانہ حضور نظام کی طرف سے، جو صاحبِ صدرِ اعظم کے ماتحت ہے، ایک ہزار روپے کا چیک بطور تواضع موصول ہونے پر

تھا یہ اللہ کا فرماں کہ شکوہ پرویز

دو قلندر کو کہ ہیں اس میں ملو کا نہ صفات

مجھ سے فرمایا کہ لے، اور شہنشاہی کر

حسنِ تدبیر سے دے آئی و فانی کو ثبات

میں تو اس بارِ امانت کو اٹھاتا سرِ دوش

کامِ درویش میں ہر تلخ ہے مانندِ نبات

غیرتِ فقر مگر کر نہ سکی اس کو قبول

جب کہا اُس نے یہ ہے میری خدائی کی زکات!

سراکبر حیدری: محمد اکبر مذرعلی حیدری۔ ولادت: بہتنام، بمبئی ۸ نومبر ۱۸۶۹ء۔ ۱۹۱۹ء میں والی دکن نے انھیں صدرِ اہمام مالیات مقرر کیا۔ شکوہ پرویز: مرادشاہانہ شان و شوکت، ملو کا نہ صفات: مراد بادشاہوں کی سی خوبیاں، شہنشاہی کر: خوب مزے کر، حسنِ تدبیر: اچھا غور و فکر اور کوشش، آئی و فانی: جو بختی اور فنا ہونے والی ہو، ثبات: برقرار رہنے والی، بارِ امانت: امانت کا بوجھ، سرِ دوش: کندھے پر، کامِ درویش: درویش کا حلق، گلا تلخ: کڑوی شے، نبات: میری خدائی: مراد وزیرِ اعظم کی آقا ئی / حکمرانی۔

حسین احمد

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں، ورنہ
زدیو بند حسین احمد! ایں چہ بواجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمدؐ عربی است
بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

حسین احمد: مولانا حسین احمد مدنی (۱۸۷۹ء-۱۹۵۷ء) دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی اور پھر وہیں ایک عرصہ تک قرآن و حدیث کا درس دیا۔ جمعیت العلماء دیوبند کے صدر رہے۔ دیوبند میں دفن ہوئے۔

۱۔ عجم یعنی غیر عرب مسلمان ابھی تک دین کی جھٹکوں سے واقف نہیں ہیں، ورنہ دیوبند کے حسین احمد سے یہ انتہائی حیران کن بات کیوں سرزد ہوتی۔

۲۔ انھوں (مولانا) نے منبر پر کھڑے ہو کر یہ کہا کہ ملت کا تعلق ملک اور وطن سے ہے (اشارہ ہے نیشنلزم کی طرف)، یعنی ہر ملک میں بسنے والے لوگ ایک ملت ہیں۔ وہ (مولانا) حضور اکرم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ سے کس قدر بے خبر ہیں۔

۳۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے خود کو وابستہ کر لے کہ حضور مکمل دین ہیں۔ اگر تو نے حضورؐ سے وابستگی پیدا نہیں کی (مراد ملت کے بارے میں حضورؐ کے ارشادِ گرامی پہ عمل نہیں کرنا) تو تیرے سارے عمل ابولہب کے سے ہیں یعنی کفر و شرک۔ (ابولہب، حضور اکرمؐ کا چچا جو حضورؐ اور اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا)

حضرت انسان

جہاں میں دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی
کوئی شے چھپ نہیں سکتی کہ یہ عالم ہے نورانی
کوئی دیکھے تو ہے باریک فطرت کا حجاب اتنا
نمایاں ہیں فرشتوں کے تبسم ہائے پنہانی
یہ دنیا دعوت دیدار ہے فرزندِ آدم کو
کہ ہر مستور کو بخشا گیا ہے ذوقِ عریانی
یہی فرزندِ آدم ہے کہ جس کے اشکِ خونیں سے
کیا ہے حضرت یزداں نے دریاؤں کو طوفانی
فلک کو کیا خبر یہ خاکداں کس کا نشیمن ہے
غرض انجم سے ہے کس کے شبستاں کی نگہبانی
اگر مقصودِ کل میں ہوں تو مجھ سے ماورا کیا ہے
مرے ہنگامہ ہائے نو بہ نو کی انتہا کیا ہے؟

روشن تبسم ہائے پنہانی، جھنجھکی ہوئی مسکراہٹیں، دعوتِ دیدار، مرادِ کائنات کی اشیائیں خدا کو جلوہ گر پانا، فرزندِ آدم، مرادِ انسان، مستور، بچھا ہوا ذوقِ عریانی، ظاہر ہونے کا شوق، حضرتِ یزداں، خدا تعالیٰ، خاکِ دامن، مرادِ یہ دنیا، نشیمن، ٹھکانا، غرض، مقصد، ارادہ، انجم، جمع، ٹھم، ستارے، شبستان، رات کے آرام کی جگہ، نگہبانی، حفاظت، چوکیداری، مقصودِ مکمل، تمام کائنات وجود میں لانے کی اصل غرض، ہمیں، مرادِ انسان، ماورا، پیچھے، مرادِ بڑھ کر، ہنگامہ ہائے نوبہ نو، نئے نئے ہنگامے، عزت، نئے کا نام، یا ہر لحظہ نئی رونقیں۔

